بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ اول

امت مسلمہ کا عالمی سطح پر اتحاد

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے دنیا میں مختلف امتوں، قوموں اور گروہوں کو اپنی بے حساب نعمتوں سے نواز کر ان کو ابتلا و آزمائش کی میزان سے گزارتا رہا۔ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ: ''ہم اپنی مخلوق کو نعمتیں عطا کرتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کہ وہ کیسے عمل کرتے ہیں؟''

دنیا کے اسٹیج پر کئی قومیں اور امتیں نمودار ہوئیں۔ بے شمار قوموں کا آج نام و نشان تک موجود نہیں۔ کچھ قومیں ایسی بھی تھیں کہ ان کو منصبِ ہدایت پر فائز کردیا گیا اور ان کے متعلق ارشادِ الٰہی ہوا کہ: ''میں نے تمہیں سارے جہانوں پر فضیلت عطا کردی ہے۔'' ان میں خاص طور پر بنی اسرائیل قوم نمایاں ہے۔ اس قوم کے بعد میں دو حصے بن گئے، ایک یہودی دوسرے عیسائی۔ ویسے یہ دونوں بنی اسرائیل ہی ہیں۔ مگر ان دونوں قوموں نے ہدایت الٰہی سے منہ موڑ دیا۔ کفر، شرک اور نافرمانیوں میں اس حد تک آگے بڑھ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو منصبِ ہدایت سے معزول کردیا۔ ایک طویل عرصہ گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے دنیا کی امامت پر ایک اور گروہ کو کھڑا کردیا۔ اس گروہ کا نام امتِ مسلمہ قرار پایا۔ آخری پیغمبر علیہ السلام کے ذریعہ آخری امت مسلمہ جس کو خیرِ امت اور امتِ وسط کہا گیا، ان کی ہدایت کے لئے ایک مکمل اور محفوظ ترین کتاب ''قرآن مجید'' نازل کردی گئی۔ رسول خاتم ﷺ نے اپنی مبارک زندگی میں جزیرۃ العرب میں دینِ اسلام کی تکمیل فرمائی۔ آپ کے خلفائے برحق نے اس پیغامِ رشد و ہدایت کو وسعت دی اور روم و فارس کی متمدن تہذیبوں کو خاک میں ملا دیا۔

امتِ مسلمہ پر گذشتہ کئی صدیوں میں مختلف نشیب و فراز آئے۔ اپنے عیاش اور نااہل حکمرانوں کی وجہ سے وہ کئی حصوں اور مملکتوں میں بٹ گئی۔ پھر دیکھتے دیکھتے غلامی کی زنجیروں میں بھی جکڑ گئی۔ ایک دور آیا کہ عیسائی دنیا نے امتِ مسلمہ پر سیاسی غلبہ حاصل کرلیا۔ اس منحوس دور میں یہودی دماغوں نے سازش تیار کی اور فلسطین میں عیسائیوں کی مدد اور سرپرستی میں ایک ریاست اسرائیل کا قیام عمل میں آیا۔

دو عالمگیر جنگیں یہودی سازش سے یورپ میں ہوچکی ہیں۔ انسانوں کی ہلاکت اور بربادی کے دلخراش مناظر دنیا نے دیکھے ہیں مگر پھر بھی آج کی دنیا ایک تیسری عالمی جنگ کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ یہ جنگ اب یورپ کے بجائے ایشیا میں ہوگی۔ یہ جنگ دنیا کی فیصلہ کن جنگ ہوگی۔ یہ جنگ ہمیشہ کے لئے فیصلہ کرے گی کہ اب دنیا کی امامت اور قیادت کس گروہ کے ہاتھ میں آنی چاہئے؟ جنگ کے نتیجے میں ایسے گروہ کو منصبِ قیادت و سیادت پر آنا ہوگا جو دنیا کو عدل و انصاف سے مالا مال کردے گا جو دنیا اس وقت ظلم و جور سے بھر چکی ہے۔

امتِ مسلمہ نے کئی صدیوں سے نکبت ادبار، زوال، غلامی اور ذلت و رسوائی میں گذارنے کے بعد اب بیداری کی کروٹ لی ہے، پچاس سے زائد ممالک آزادی اور نیم آزادی حاصل کرچکے ہیں، احیائی تحریکیں وجود میں آچکی ہیں، اپنا بھولا ہوا ''طاقتور تشخص'' نہ صرف یاد آیا ہے، بلکہ اس پر عمل بھی شروع ہوچکا ہے، خود مختاری، آزادی، استحکام اور حریت کے پاک جذبے اور حوصلے پروان چڑھ رہے ہیں، سامراج کی

سازشیں بے نقاب ہوکر سامنے آ چکی ہیں، امت میں ''استعمار کا شعور'' پیدا ہورہا ہے۔ ایسے میں مدِمقابل بھی اپنے تمام تر آتشیں اسلحے کے ساتھ پوری برادری کو ہمنوا کر کے للکار رہا ہے۔ غلطی سے ان کے منہ سے نکل گیا کہ یہ صلیب و ہلال کی جنگ ہے۔ پھر سجدہ سہو کرلیا کہ نہیں یہ صرف مسلم دہشت گردوں کے خلاف اتحاد ہے۔ ہم ان کو بتا دیتے ہیں کہ جناب بات کو چھپاتے کیوں ہو؟ یہ واقعتاً دو تہذیبوں کی جنگ ہے۔ یہ جنگ تو ناگزیر تھی۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

11 ستمبر 2001ء نیویارک میں جو واقعہ رونما ہوا، یہ ایک مشیت الٰہی کا عظیم حادثہ تھا۔ دنیا میں اس حادثے کے بعد بے شمار حادثے یکے بعد دیگرے جنم لیتے رہیں گے۔ چنانچہ افغانستان کو تہس نہس کیا جانا، فلسطین کو تباہ و برباد کرنا، عراق کو ملیامیٹ کرنا، ایران کو ان کی آزادی کا سبق سکھانا، پاکستان کو ایٹمی ملک بنانے پر بھارت کے ذریعہ اس کو کمزور کرنا، مصری فوج کو گھٹانا، سعودیوں کو اقتصادی طور پر پست کرنا، ان تمام حادثات کے بعد پورے فلسطین پر مکمل اسرائیلی ریاست کی توسیع اور پھر اسرائیل کی طرف سے قریب عرب ملکوں پر حملے اور ان علاقوں تک ان کی جارحانہ پیش قدمی، بلکہ فاتحانہ قبضہ وغیرہ، یہ تمام حادثے بتدریج آئندہ چند سالوں تک رونما ہونے والے ہیں۔ یہ چند سال دس، بیس اور چالیس سال تک بھی ہوسکتے ہیں۔ پھر یہ دنیا ایک ''آخری عالمی جنگ'' کی صورتحال تک پہنچ جائے گی۔ یہ جنگ اسلام کی یہودیت کے خلاف ہوگی۔ 11 ستمبر نے اس جنگ کا نقشہ واضح طور پر سامنے لایا ہے اور عیسائی دنیا جس کے سرخیل امریکہ اور برطانیہ ہیں، اس جنگ کو قریب کرنے میں بہت زیادہ کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس جنگ کے ابتدائی سرے پر امتِ مسلمہ میں ایک عظیم الشان عالمی رہبر کے ظہور کا وقت بھی اب زیادہ دور نہیں رہا۔

امتِ مسلمہ میں موجودہ مرحلہ نہایت نازک، حساس اور چوکس رہنے کا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ جدوجہد، حوصلے اور استقامت علی الدین کا مرحلہ بھی ہے۔ ہماری سب سے بڑی کمزوری ہماری بدنظمی اور انتشار ہے۔ عالمی سطح پر ہمارے درمیان اتحاد نہیں ہے، ہمارے وسائل یکجا نہیں، ایک دوسرے پر اعتماد نہیں۔ بلکہ ہمارے درمیان احترام کے جذبات بھی مفقود ہیں۔ ہم میں سے کئی ایک دشمن کے ساتھ اپنوں سے زیادہ مخلص ہیں۔ یہ صورتحال ہمیں مزید پریشان کرے گی اور درمیانی دور میں ہمارا نقصان بہت زیادہ ہوگا۔ آخری منزل تک سلامتی کے ساتھ پہنچنے میں ہمیں اگر کوئی چیز سب سے زیادہ مفید اور کارآمد ہے تو وہ ہے ہمارا عالمی سطح پر اتحاد اور یکجہتی۔ اس چیز کو حاصل کرنے کے لئے امتِ مسلمہ کا ہر فرد انفرادی اور اجتماعی کوششوں میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے۔

پاکستان کے اہلِ ایمان کا یہ المیہ ہے کہ وہ شعور اور آگہی کے درجات میں بالکل ابتدائی مرحلہ پر واقع ہیں۔ تعصب، نفرت، فرقہ واریت، جماعتی اور پارٹی انانیت جیسے روگ سینوں میں کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں۔ ایک دینی مرض صدیوں سے لاحق ہے کہ فروعِ دین کو اصولِ دین قرار دے کر، ان پر زبردستی اصرار کیا جاتا ہے اور اجتہادی مسائل کو منصوصات کا درجہ دے کر ان سے اختلاف کرنے والوں کو دین سے ہی خارج سمجھا جاتا ہے۔ ہندوستان میں جب ایسی ہی صورتحال سامنے تھی تو حجۃ الاسلام امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلکِ اعتدال کا فلسفہ بیان فرمایا اور گروہوں اور فرقوں میں بٹی ہوئی ملت کو ایک امتِ واحدہ قرار دیا۔ آج پھر ضرورت ہے کہ حضرت امام امتؒ کے فلسفے اور فکر کی روشنی میں اس امت میں اتحاد کا شعور پیدا کیا جائے تاکہ یہ امت آنے والے حادثات کا مقابلہ حوصلے، جذبے اور وحدت کے ساتھ کرسکے اور سرخرو ہوکر دشمن پر غلبہ پاسکے۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز.